ذخیرہ کتب:۔ سید منور علی شاہ صاحب (امریکہ) پیشکش:۔ محمد احمد ترازی

سوادِ اعظم لاہور

ہفت روزہ

مدیر مسئول: حکیم غلام معین الدین نعیمی

سالانہ سات روپے
فی پرچہ ۱۶ پیسے

جلد ۷ ۔ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ ۔ بروز جمعۃ المبارک ۔ ۴ اکتوبر ۱۹۶۳ء ۔ شمارہ ۱۶

سلام بدرگاہِ خیر الانام ﷺ

سلام اے ہادیٔ دوراں سلام اے شمعِ نورانی
سلام اے حافظِ ناموسِ ملت نورِ یزدانی
سلام اے دستگیرِ بے کساں حامیِ غریبوں کے
سلام اے سرمدی نغمات تیرے نطق سے ظاہر
سلام اے رونق افزائے بہارِ عالمِ امکاں
مبارک ہے مبارک تھی تری تشریف فرمائی
عجب انداز سے صحرا نشینوں کو کیا یکتا
تیرا ہی عزم تھا وہ جس نے سیلابِ حوادث میں
تیرے اطوار اور کردار سے یہ ہو گیا ثابت
ہوئے ہیں منسلک آقا جو تیری ذاتِ اقدس سے
تیرا وہ در ہے جس جا فیض کے چشمے اُبلتے ہیں

سلام اے سرورِ عالم سلام اے روحِ ایمانی
سلام اے وجہِ تعمیرِ جہاں تفسیرِ قرآنی
سلام اے رحمۃ للعالمین محبوبِ سبحانی
سلام اے شمعِ فانوسِ بقا اے نورِ ربانی
سلام اے نیرِ اعظم زہے تیری درخشانی
مجسم خندہ پیشانی، مکمل خلقِ سلمانی
وہ سلطاں بن گئے آخر جو کرتے تھے شتربانی
کیا ہر موجِ طوفان خیز کا دم میں جگر پانی
تیری فطرت بھی پاکیزہ، تیری سیرت بھی نورانی
ہمیشہ ہی رہا ہے ان پہ فضلِ ربانی
پسِ پردہ نظر آتی ہے سب کو شانِ یزدانی

سنواری لیلیٔ تہذیب کی زلفِ دوتا تو نے
مسرت سے چمک اٹھی تھی اکرم موجِ انسانی

(محمد اکرم رضا کوٹلوی)

نعت شریف

ہر جگہ پر ہو رہی ہے انتظاری آپ کی
دست بستہ ہیں کھڑے سب حور و غلمان و ملک
کلیاں ہیں زیرِ تبسم مسکراتے پھول ہیں
دل بہت بے چین ہے کس طرح آئے قرار
انبیاء بھی سب کھڑے ہیں انتظاری کیلئے

اک نظر سے دیکھوں صورت پیاری آپ کی
ہر مکان پر ہو رہی ہے یادگاری آپ کی
جو مہکتی آتی ہے کیا بادِ بہاری آپ کی
مجھ کو تڑپاتی ہے ہر دم بے قراری آپ کی
آ رہی کس شان سے دیکھیں سواری آپ کی

دل میں خواہش ہے مرے ہر دم بشیرِ بے نوا
دیکھنا ہر دم رہوں صورت پیاری آپ کی

(از مولانا بشیر احمد صاحب بشیر نقشبندی چھانگا مانگا)

بدمذہبوں سے میل ملاپ رکھنے والے

قیامت کے روز بندروں اور سوروں کی صورت میں قبروں سے نکلیں گے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیَخْرُجَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مِنْ قُبُوْرِھِمْ فِیْ صُوْرَۃِ الْقِرَدَۃِ وَالْخَنَازِیْرِ بِمَا دَاھَنُوْا فِی الْمَعَاصِیْ وَکَفُّوْا عَنِ النَّھْیِ وَھُمْ یَسْتَطِیْعُوْنَ۔ (کنز العمال جلد اول صفحہ ۱۷۸ بحوالہ ابن عمر)

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم ضرور کچھ لوگ میری امت کے اپنی قبروں سے بندروں اور سوروں کی صورت میں نکلیں گے گناہوں میں پالیسی بازی کرنے اور برائیوں پر چپ رہنے کے سبب سے باوجودیکہ وہ حق بات کہنے اور بری بات سے منع کرنے کی طاقت رکھتے ہوں گے۔

اس حدیث شریف میں عالموں، واعظوں، پیروں اور مرشدوں کو خاص طور پر تنبیہ فرمائی ہے کہ بنی اسرائیل کے علماء اور مشائخ باوجودیکہ شریعت کی نافرمانی نہیں کرتے تھے بلکہ نافرمانی کرنے والوں کے ساتھ میل جول رکھنے، اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے کے سبب ہی سے بندر اور سور بنا دئے گئے تھے۔

اس امت کو سبز گنبد کے مکیں رحمۃ للعالمین کے صدقے سے دنیا میں (بظاہر) صورتیں مسخ ہونے کے عام عذاب سے محفوظ کیا گیا۔ لیکن اس امت کے پیر و مرشد اور عالم اور مولوی اور شاہ صاحب اور میاں صاحب کیا سن جائے اگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفوں پر شرعی دو طرفہ سے خاموش رہیں گے منع کرنے والی بات پر ان کو منع نہ کریں گے۔ ان کے عقائدِ فاسدہ سے چشم پوشی کریں گے اور اپنی دنیاوی روپہلی وسنہری مصلحتوں کی بنا پر ان سے ترکِ موالات نہ کریں گے۔ قیامت کے روز اپنی اپنی قبروں سے بندر اور سور بنا کر اٹھائے جائیں گے۔ معاذ اللہ

اس مضمون کو حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مثنوی شریف میں یوں بیان فرماتے ہیں ؎

اندریں امت نشد مسخ بدن
لیک مسخ دل بود اے بو الفتن

یعنی اس امت میں جسموں کا مسخ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے عام طور پر نہ ہو گا لیکن حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے سے زبان روکنے والوں کے دلوں کو بندروں اور سوروں کے قلوب کے مثل بنا دیا جائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

کہاں ہیں آج کل کے مولوی صاحب پیر و مرشد ہیں جو یہ کہتے گھومتے ہیں کہ ہم کو یار کی یاری سے کام اس کے عقیدہ اور فعلوں سے کیا کام ذرا سر جھکا کر مراقبہ کریں اور اپنے انجام پر غور فرمائیں۔ ان کی تو یہ حالت ہے کہ اگر کوئی صاف گو عالم ان کے جلسے میں پہنچ گیا تو اس سے بھی کہہ دیتے ہیں کہ مولانا بیان وغیرہ وغیرہ سب ہی قسم کے ہمارے

ترجمہ کشف الغمہ

اولیاء کرام۔ اور مسئلہ ظہور کرامت

از حضرت علامہ سید ذکریا شاہ بنوری

کرامت کی تعریف

خرق عادت و کرامت اصطلاحی معنی کے لحاظ سے ایک ہی چیز ہے۔

(۱) حضرت امام عمر نسفی نے اپنی تصنیف (عقائد) میں لکھا ہے کہ:۔

کرامات اولیاء حق ہے۔ پس کرامت خرق عادت کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔

(۲) علامہ تفتازانی نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ولی کی کرامت خرق عادت کے طور پر اس سے ظاہر ہوتی ہے (نبوت کا دعویٰ کرنے کے بغیر) اور اسی بارے میں کچھ آگے چل کر وہ فرماتے ہیں۔ کہ خرق عادت کی نسبت اگر سرور کونین کے ساتھ ہو تو وہ معجزہ ہوگا۔ اور اگر یہ خرق عادت اس کی امت کے بعض آدمیوں کی طرف منسوب ہو تو اس کو کرامت کہیں گے۔

(۳) حضرت علامہ ذکریا انصاری شافعی کی مشہور تصنیف شرح منفرجہ میں مذکور ہے کہ کرامت وہ خرق عادت ہے۔ جو کہ ایک ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ جو کہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے۔ اور کرامت کا ثبوت یہی ہے کہ وہ ایک ولی سے صادر ہو۔

(۴) علامہ شہاب الدین احمد بن احمد سجاعی نے اثبات کرامات الاولیاء کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے۔ اس میں آپ رقم طراز ہیں۔ اُن کے الفاظ کا بعینہٖ یہ ترجمہ ہے۔ پس تو سمجھ لے کہ کرامات کرامت کی جمع ہے۔ اور وہ ایسی خرق عادت ہے۔ جو نہ تو نبوت کے ساتھ تعلق رکھے اور نہ نبوت سے پہلے زمانہ کے متعلق ہو۔ اور وہ ایسے شخص سے ظاہر ہو۔ (۱) جس کا ظاہر اصلاح پر مبنی ہو۔ (۲) وہ کسی نبی کا متبع ہو۔ (۳) اس کی شریعت کا پابند ہو (۴) اس کا اعتقاد صحیح ہو (۵) اس کے اعمال صالح ہوں (خواہ اعمال صالح کا اس کو علم ہو یا نہ۔

(۵) اور رسالہ قشیریہ میں مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کچھ تقریر کے بعد کرامات اولیاء کے بارے میں اس طرح لکھا ہے:۔

"کرامت ایک ایسا فعل ہے۔ جو کہ بیشک حادث ہے۔ کیونکہ قدیم کی تعریف یہ ہے کہ وہ خاصہ باری تعالیٰ کا ہو۔ اور کرامت خرق عادت ہے"۔ صفحہ ۱۵۹

حضرت علامہ ابراہیم باجوری (کفایۃ العلوم فی علم الکلام) کے حاشیہ کے تحت قول ایدیہم بالمعجزات ارشاد فرماتے ہیں اور کسی نے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے خرق عادت کی تمام قسمیں مندرجہ ذیل کے طور پر منظوم کر دی ہیں۔

(۱) اگر تو کوئی امر خرق عادت کے طور پر واقع ہوتے ہوئے دیکھے تو اگر وہ کسی نبی کی طرف سے صادر ہو تو اس کو معجزہ کہیں گے۔

(۲) اور اگر وہ خرق عادت اس نبی سے قبل از بعثت صادر ہو تو اس کو ارہاص کہیں گے۔ اور آثار و تابعین سے ثابت ہے۔

(۳) اور اگر وہ کسی وقت کے ولی سے ظاہر ہو تو از روئے تحقیق صاحبان فراست کے نزدیک وہ کرامت ہے۔

(۴) اور اگر عوام میں کوئی ایک سے یہ خرق عادت ظاہر ہو تو اس کو حق سمجھو اور شارعین کے نزدیک اس کا مشہور نام معونت ہے۔

(۵) اور اگر کسی فاسق سے ایک کام اس کی مرضی کے مطابق بطور نقض عادت ظاہر ہو جائے تو شارعین کی اصطلاح میں اس کو استدراج کہتے ہیں۔

(۶) مندرجہ بالا امور کے ماسوا کوئی "خرق عادت" اہانت ہے یا کرامت نہیں بن سکتی اور جو شخص واقفیت حاصل کرنا چاہے اس کو جاننا چاہئے کہ خرق عادت کی تمام قسموں کا مندرجہ بالا ہی خلاصہ ہے

نتیجہ یہ نکلا خرق عادت اور کرامت مترادف الفاظ ہیں اور جس نے کوہ پر انشانی کی ہے۔ یہ خرق عادت اور ہے۔ کرامت اور ہے۔ یا یوں کہا خرق عادت ہے اور کرامت نہیں۔ تو اس پر اس دعوے کے لئے ثبوت واجب ہے کیونکہ کسی مقصد کی جیت اور ہار امتحان کے وقت دلیل کی جانچ اور پڑتال پر موقوف ہے۔

کرامات اولیاء بعد از ممات

شہید کی طرح ولی کی کرامت بھی اس کے انتقال کے بعد منقطع نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کی کرامت بعد الممات حال حیات کی کرامت سے زیادہ اظہر اور اقویٰ ہوتی ہے۔ صاحب تفسیر مظہری آیۃ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ؕ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ آیۃ مبارکہ شہدائے بدر کے بارے میں ہوئی تھی۔ جو کہ تعداد میں چودہ اصحاب تھے۔ ان میں سے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار سے تھے۔ اُس وقت لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ فلاں شہید مر جاتا ہے۔ اور دنیا کی نعمتوں سے محروم کیا جاتا ہے۔ پس اللہ جل شانہٗ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا بَلْ اَحْيَاءٌ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اُن کے ارواح کو اجسام کی طاقت عطا فرماتا ہے۔ پس وہ زمین پر آسمانوں پر اور جنت میں جہاں چاہیں چلے جاتے ہیں۔ اور اپنے احباب کی مدد کرتے ہیں اور اُن کے دشمنوں کو تباہ کرتے ہیں (انشا اللہ تعالیٰ)

اسی زندگی کی وجہ سے۔ زمین ان کے اجسام کو نہیں کھا سکتی۔ حضرت امام بغوی فرماتے ہیں۔ کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان ارواح رات بھر عرش کے نیچے رکوع و سجود کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ یہ ارشاد مصطفوی ہے کہ شہداء جس وقت جام شہادت نوش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوبصورت جسم عطا فرماتا ہے۔ پھر شہید کے روح کو حکم ہوتا ہے۔ کہ اس نئے جسم میں داخل ہو جا۔ پھر وہ شہید اپنے پہلے جسم کی طرف دیکھتا ہے۔ کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ پھر وہ یہ سوال اسی غرض سے کرتا ہے کہ اس کو یقین ہوتا ہے۔ کہ شہداء سنتے ہیں۔ اور پھر ان کی طرف دیکھتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے کہ شہدا دیکھتے ہیں۔ پھر اس کے لئے پاک بیویاں حوریں آکر اس کو اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔ ابن مندہ نے اس حدیث کو مرسلاً روایت کیا اور صحیح مسلم میں ابن مسعود سے یہ حدیث مرفوعاً نقل ہے کہ شہداء کے ارواح سبز پرندوں کے قالب ہے کہ جنت میں جہاں سے چاہیں کھاتے اور پیتے ہیں اور پھر وہ نور کی قندیلوں میں عرش کے نیچے پناہ لیتے ہیں۔

علماء کی ایک جماعت اس طرف چلی گئی ہے کہ یہ زندگی شہداء کے ساتھ مختص ہے۔ لیکن میرے نزدیک حق یہ ہے۔ کہ صرف شہداء کے ساتھ ہی اس کا تعلق نہیں ہے بلکہ انبیاء کی حیات اُس سے زیادہ قوی ہے اور خارج میں اس کے آثار اس کے قدر قدرت کے ساتھ ظہور پذیر ہیں۔ کہ نبی کے وصال کے بعد اس کی ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح جائز نہیں بخلاف شہداء اور صدیق بھی درجہ میں شہداء سے افضل ہیں۔ اس کے بعد صلحاء و اولیاء ہیں۔ جو کہ شہداء کے ساتھ مذکور ہیں۔ قرآن میں اسی ترتیب سے یہ مراتب مذکور ہیں۔ من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین ترجمہ۔ انبیاء پھر صدیق، پھر شہداء اور پھر صالحین میں سے اسی لئے صوفیاء کرام فرماتے ہیں۔ ارواحنا اجسادنا واجسادنا ارواحنا۔ ترجمہ ہمارے روح ہمارے جسم ہیں اور ہمارے جسم ہمارے روح ہیں۔ اور تواتر سے ہی کثرت سے اولیاء اللہ سے ثابت ہے۔ کہ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں۔ جو کہ اپنے احباب کی مدد فرماتے رہتے ہیں اور ان کے اعداء کو مٹاتے رہتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی بھی فرماتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کو نبوت کی وراثت سے کمالات سے حاصل ہوئے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ شریعت نے صدیقوں اور مقربوں کو جو یہ خطاب دیئے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنی بارگاہ عالیہ سے وجود بخشتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انبیاء اور شہداء۔ اور بعض صالحین کے وجود کو مٹی نہیں کھاتی۔ اس کلام کی تفصیل حد سے زیادہ ہے یہاں تک کہ صوفیاء کرام فرماتے ہیں۔ کہ مجھ کو خبر ملی ہے کہ مروزی حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے کہ مجھ کو یہ خبر ملی ہے کہ مٹی اس وجود پر قبضہ نہیں کر سکتی جس سے کوئی گناہ صادر نہ ہوا ہو۔ میرے خیال میں اس جملے کا مصداق ولی اللہ ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ گناہوں سے محفوظ ہیں اور مغفرت باری ان کو اس طرح ڈھانپ لیتی ہے کہ ان کے قلوب اور ان کے اجسام پاک ہو جاتے ہیں واللہ اعلم یہاں صاحب تفسیر مظہری کا بیان ختم ہوتا ہے۔ صفحہ ۱۲۱۔

خطبۂ صدارت آل انڈیا سنی کانفرنس اجمیر شریف ۱۹۴۶ء

● ۱۰ اور ۱۱ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ کو آل انڈیا سنی کانفرنس کے اسپیشل اجلاس مسجد شاہجہانی واقع درگاہ معلّٰی اجمیر شریف میں حضرت عالی درجت سراپا برکت مرجع المشائخ والاکابر ماہِ شاہ دگاہ دیوان سید شاہ آلِ رسول علی خان صاحب دامت برکاتہم سجادہ نشین درگاہ و عالم پناہ خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی دعوت اور ہدایت کے ماتحت ہوئے تھے جن کی ایک نشست میں خود حضرت ممدوح مدظلہ نے مسند صدارت کو زینت بخشی ۔ اسی اجلاس میں فرزندِ رسول جگر گوشۂ بتول عالم نبیل فاضل جلیل رئیس المتکلمین حضرت مولانا الحاج المولوی السید الشاہ سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی قدس سرہٗ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے یہ تفصیلی خطبۂ ارشاد فرمایا تھا ۔ جسے نذرِ قارئین کیا جاتا ہے ۔

(مدیر)

بعد خطبۂ حمد وصلوٰۃ مشائخ کرام، علمائے اعلام و برادرانِ اسلام! اللہ اللہ کیسی مبارک گھڑی، اور کیسا مقدس مقام، اور کس قدر عظیم مقصد آج اور اس وقت میسر ہے کہ اگر اس ساعتِ حیات کی برکتیں تمام زندگی کے لمحات کو تقسیم کر دی جائیں، تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کا بیڑا پار ہو جائے ۔ یہ شاہجہانی مسجد ہے جس کی بنیاد سے لے کر چوٹی تک جدھر نظر کیجئے تو اس عقیدتمندی کی صاف شفاف و سپید جھلک موجود ہے جو ہمارے تخت و تاج والے حکمرانوں کو دلی و گلیم والے فرمانرواؤں سے تھی ۔ لال قلعہ دہلی کے تختِ طاؤس پر جو سر سے اونچا نظر آتا تھا، وہ سب سے زیادہ جھکنے والا، اور جھکانے والا خاک پاک اجمیر میں دکھائی پڑتا تھا ۔ سلطان السلاطین و شہنشاہ کا لقب خواجۂ خواجگان کی جاروب کشی نے بخشا تھا ۔ خزانۂ عامرہ والے لعل و جواہر گدڑی والوں سے مانگ لے جاتے تھے ۔ بڑے تاجداروں کی تلواریں گوشہ نشینوں کی چوکھٹ پر تیز کی جاتی تھیں، کلغی والوں کی کلغیاں ننگے تلوے والوں کے تلوے چوما کرتی تھیں ۔ آنکھ والوں کے لئے سرمۂ سعادت بصیرت والوں کی خاکِ پا ہوتی تھی ۔ تدبیر والوں کی تقدیریں، دعا والوں کی دعاؤں سے سنواری جاتی تھیں ۔ جان بازوں اور حفاظات کی توپوں کے دہانوں پر سینہ رکھ دینے والوں کی ذرہ میں نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ پڑھ کر مژدۂ نصرت و فتح دینے والی بشارتوں سے بنتی تھیں ۔ عزم والوں کو اپنی عزائم، ذکر و عبادت والے عطا فرماتے تھے ۔ بڑے کی بیروں کے طریقے ذکر گاہ والوں سے سیکھے جاتے تھے ۔ پھریرے والوں کے پھریرے نظر بر قدم اور قدم بر نظر والوں کے کنٹرول میں تھے ۔ ہوشیاری و باخبری کی تعلیم، پاس انفاس والوں کے سپرد تھی ۔ ہمت و استقلال کی بھیک دل والوں سے مانگی جاتی تھی ۔ عواقب و نتائج کی باگ، اربابِ کشف و شہود کے ہاتھوں میں رہتی تھی ۔ جہانگیری تزک اور عالمگیری ہتھیار کا دار و مدار بوریا نشینوں پر تھا اکبری آئین آئینِ ربانی والوں کی دربانی کرتے تھے اور شاہجہانی حوصلہ کی تعمیر، شاہ گردیشوں کے ہاتھ میں تھی ۔ ستر پوش کے رسوائے عالم ڈاکو کے سر کر نیوالے ہاتھ خرقہ پوشوں کا دامن رات دن رہتا تھا ۔ تعیر دن کی خانقاہوں میں حامی اور رعایا ایک ہی پوزیشن رکھتے تھے اخوت و مساوات حریت و مروت کا آخری فیصلہ مرشدِ برحق کا ارشاد حق تھا ۔ آنکھوں میں دیکھنے کی صلاحیت تھی کانوں سننے کی اہلیت تھی ۔ گداؤں کو شاہوں کی معرفت تھی، محتاجوں نے صاحبِ رواں کے دروازوں کو پہچان لیا تھا ۔ شیر و شیر کی تجنیس خطی سے دھوکا نہیں ہوتا تھا ۔ اولیاء کی ہمسری کا خواب بھی جرمِ عظیم تھا ۔ دہلی و اجمیر کی درمیانی دراز مسافت اور راجپوتانہ کی سنگلاخ زمین اور پُر پیچ پہاڑیاں بھی حقیقت کو پردہ میں چھپا نہیں سکتی تھیں اور دہلی کا قطب الاقطاب، جہاں سے اپنے بخت کی یاوری ۔ اور عالمِ غیب کے رُوحانی ادراک، حاصل کر چکا تھا، وہیں سے مغل تاجداری، اپنی حکمرانیوں اور جہاں بانیوں کی سند پاتی تھی ۔ اس شاہجہانی مسجد کے سنگ مرمر سے پوچھو کہ شاہجہان نے کس طرح مر مر کے یہ سعادت حاصل کی کہ اُس کی یہ تعمیر شبانہ روز سلطان الاولیاء کی نظر ہے، جس کی بدولت اَن گنت عارفوں نے معبودِ برحق کے یہاں تعبدی سجدے کیے اور بیشمار ملائکہ کی یہ ہر وقت گزرگاہ

ہے ۔ اِنچ اِنچ پر یادِ الٰہی کی یادگاریں ہیں ۔ سچ تو یہ ہے کہ مقام کے تقدیس کا خیال کر کے یہاں پاؤں رکھتے ہوئے جی ڈرتا ہے، اور سر کے بل چلنے کو دل تڑپتا رہتا ہے ۔ یہ تو خانۂ خدا اور سجدہ گاہ اولیاء کا حال ہے ۔

اور وہ سامنے سلطان السلاطین کا دربار، اور خواجۂ خواجگان کی سرکار ہے، آفتابِ ولایت کی ضیاء باریاں ہیں، اور ماہتاب کرامت کی نور پاشیاں ہیں، فیض و کرم کا چشمہ اُبلا پڑتا ہے ۔ اور غریب نوازیوں کا سمندر موجیں مار رہا ہے قدسیانِ چرخ اگر آنکھوں سے اوجھل ہیں، تو سرمستانِ زمین ہی کا میلا دیکھ لیجئے سبحان اللہ کیسی شمعِ ولایت ہے کہ دنیا پروانہ وار فدا ہو رہی ہے ۔ کیسا مالکِ تخت و تاج ہے کہ ایک زمانہ جس کا محتاج ہے، جس کو ہم امیر کہتے ہیں، وہ یہاں کا فقیر ہے، اور جس کو ہم فقیر جانتے تھے وہ یہیں کا دامنگیر ہے ۔ سلطان کا سلطان، بادشاہوں کا بادشاہ، غریب نوازوں کا غریب نواز ۔ خواجوں کا خواجہ ۔ ساقیوں کا ساقی یاروں کا یار ۔ پیوں کا پیا ۔ محبوبوں کا محبوب ۔ دیکھئے دیکھئے، سنہری کلس ہے کہ نور کا نگا ۔ قبہ بیضا ہے کہ نورِ ظہور کا تڑکا ہے ۔ تجلیوں کے خواجہ تیری الیسی تجلیاں ۔ اے ظلمت نمائیوں کے ماتا تیری یہ کارفرمائیاں ۔ آنکھوں میں چکا چوند ہے اور دل سرشار ہے، دماغ خدا جانے کہاں پہنچا ہوا ہے آسمان کا تارا تارا، چمنستانِ دہر کا پتہ پتہ زمین کا ذرّہ ذرّہ، حاضرین کا ہر چھوٹا بڑا ۔ میری روح کی گہرائیوں کا گوشہ گوشہ میرے جسم کا رونگٹا رونگٹا کس مزے میں زبانِ حال سے گویا ہے کہ ؎

مگینا دستگیرا بادشاہا مرشدا خواجہ
طفیل رحمۃ للعالمین چشم کرم برما

آج رجب شریف کی چھٹی شب ہے ہندوستان بھر میں چھتی عید ہے، یادِ حقیقی ہے وصالِ خواجہ کی تاریخ ہے، عرس شریف کا دن ہے خواجہ بزرگ کی یادگار ہے، قرآنِ کریم کی زبان میں اَيَّامُ اللّٰه میں سے ایک ممتاز یوم ہے، وحی الٰہی کی شہادت ہے کہ خاصانِ حق و مقبولانِ درگاہ مطلق کا یوم ولادت و یوم وصال و یوم حشر، متعین تاریخ کے ساتھ اونچی سلامتیوں اور ربانی رحمتوں کی بارش لایا کرتے ہیں ان تاریخوں میں ان کے وابستگانِ دامن کی بن آتی ہے، بگڑیاں بنا دی جاتی ہیں، بیمار صحت پاتے ہیں ۔ اسیرانِ نفس و معصیت کو رہائی دی جاتی ہے ۔ اپنے رب سے پانیوالے بے حساب پاتے ہیں اور بے تحاشا بانٹتے ہیں ۔ کمائی والے زیادہ سے زیادہ اُجرتیں حاصل کرتے اور اپنے وابستوں کو عطا فرماتے رہتے ہیں ۔ ان بے شمار نعمتوں میں سے یہی ایک کیا کم ہے کہ آنکھیں ملتی ہیں، آنکھوں کو بینائی ملتی ہے بینائی کو تیزی بخشی جاتی ہے، مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى کا صدقہ ملتا ہے، اسلام کی بخشی ہوئی تیز نگاہی کی حفاظت کا سرمہ ملتا ہے ۔ دنیا کی تاریخ ہمارے سامنے ہے قوموں نے اپنے گرد و پیش آگ پانی مٹی ہوا کو دیکھا تو آنکھیں تھک گئیں اور حقیقت تک باریاب نہ ہو سکیں، عقلیں سوختہ ہو گئیں ۔ ہوشمندی ڈوب کر مر گئی، انسانی شرافت خاک میں مل گئی، اور فہم و فراست ہوا ہو گئی ۔ آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائیں تو چاند سورج اور ستاروں سے آگے نہ بڑھیں، اور چکا چوند ہو کر رہ گئیں ۔ یہ آتش پرستی اور گنگا پوجا یہ بت پرستی یہ ہوائی اوہام نگاہوں کی کمزوریاں نہیں تو کیا بلا ہیں! چندرما پوجا، سورج پوجا گرھن پوجا اور ستاروں کی پرستش اندھا پن نہیں تو کون سی لعنت ہے ۔ لیکن اسلام کی تیز نگاہی اللہ اکبر آثار کو دیکھا اور مؤثر کا یقین آیا ۔ افعال سامنے آئے اور فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ کی قدرتیں نظر آنے لگیں، صفات کی تجلیات نے ذات کی طلب پیدا کر دی، اجرام فلکیت کے پردے چاک کر دیئے استحالۂ خرق و التیام کے نظریہ کا استحالہ کر دیا ۔ اور جاتے جاتے نگاہیں حقیقت تک پہنچ گئیں ۔ شیدائے جمال کعبہ جس کے ہجر میں آج تک سیہ پوش ہے، اور عرشِ اعظم کی چھنائیاں جسکی اب بھی جویا ہیں اسلامی آنکھ نے لذتِ دید میں سرشار ہو کر اس کو اپنے دل میں رکھ لیا ۔

یہ اسی اسلامی تیز نگاہی کی کرامت ہے کہ خواجہ خلوت کدۂ قبر میں پردہ نشین ہوئے قبر کو تعویذ قبر نے چھپایا، تعویذ قبر نے غلاف کی چوندر اوڑھ لی، ان سب پر گنبد اگر چھا گیا ۔ لیکن اسلامی آنکھ کے لئے کسی چھپانے والے نے خواجہ کو چھپا لینے میں کامیابی

ساحل کی۔ تعویذِ قبر پر رخسار رکھ دینے والوں اور غلافِ قبر کو سر پر رکھنے والے آنکھ والوں سے پوچھو کہ ان سب کا قائل اور قبر کا مقصود کس کو پایا؟ اور اگر میت نظر نہیں تو لباس ہی کیا رکھا ہے، اور اگر مقبور پر نگاہ نہیں تو قبر میں کیا دھرا ہے۔ یہ وہابیت کا اندھا پن ہے کہ ٹٹولتے ٹٹولتے قبر تک پہنچی تو خاک پتھر کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگا اور محروم ازلی ہو کر رہ گئی۔ اور یہ اسلام کی تیز نگاہی ہے کہ قبر کو مقبور سے نسبت بخشی۔ کفار کی قبروں کو اکھاڑ دینے کی اجازت دی کہ کفر و کفار کو کسی احترام کا حق نہیں، مومن کی قبر پر اس آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے قدم پاک رکھنا گوارا نہ فرمایا۔ جس کے تودوں کے نیچے ایمان والوں کی جنتیں ہیں، تو پھر مقبولانِ بارگاہ کی قبروں کا کتنا بڑا رتبہ ہوا۔ یعنی وہابیت کہتی ہے کہ قبر کو دیکھو، اور اسلام کہتا ہے کہ مقبور کو دیکھو۔

یہ تو ہم مسلمانوں کا روزمرہ ہے کہ قرآن شریف کو تلاوت کے لیے لیا اور پہلے جزدان کو چوم لیا پھر جلد کو چوما اور پھر کھول کر تلاوت میں لگ گئے۔ یہ جزدان کے کپڑے کو نہیں چوما، یہ جلد کے چمڑے کو نہیں چوما۔ بلکہ جزدان کے اندر جلد میں چومنے کے قابل چیز ہم کو پہلے ہی سے نظر آ گئی، اس کو چوم لیا۔ دال کو نہیں چوما مدلول کو چوما، یا مدلول سے دال کی نسبت ہے اس کو چوما۔ ہاں ہاں غلافِ قبر کو کوئی نہیں چومتا، اس کی اس نسبت کو چومتا ہے جو مقبور سے اس کو حاصل ہے۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہیں کتنا مقدس مقام اور کس قدر اہم ایوان اور کتنی خاص تاریخ ہے، زمان و مکان کی شرافت پوری کی پوری موجود ہے، اور بحمدہٖ تعالیٰ اخوان کی شرط بھی موجود ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم گنہگار نہیں، سیہ کار نہیں۔ لیکن ہاں ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ ہم باغی نہیں ہم غدار نہیں بے دین نہیں۔

زمانہ میں روشنی کے نام پر الحاد کی تاریک آندھیاں چلیں، دین فروشوں نے دین کے نام کو پیٹ کا دھندا بنا لیا، کھلے بازار میں ملت فروشی کی جا رہی ہے۔ ضمیر فروشی قوم فروشی کا بلیک مارکیٹ قانون کی زد سے بھی آزاد ہے۔ نام دارالعلوم رکھا اور کام وہ یا مندر کا کیا۔ نام پوچھو تو احرار بتائیں، اور کام دیکھو تو غلاموں کی غلامی پر اترائیں۔ یادِ رسول اللہ سن کر گھبرائیں اور بندے ماترم کا ترانہ گائیں۔ نعرۂ تکبیر سے الجھیں اور اپنے باپو کی جے منائیں۔ مسلمانوں سے بیزار اور مشرکوں کے علمبردار ابو تشدد کا رنگ ایسا پڑھا ہے کہ پہچاننا دشوار ہے کہ مولوی جی ہیں یا مالوی جی ہیں، سب کچھ ہے مگر اے خواجہ تیری خواجگی کے قربان کہ تیرے مست تیرے ہی رہے، تیری تعلیم، تیرے پیغام سے ایک انچ نہ ہٹے۔ چودہ سو برس کی پرانی لکیر کے فقیر بنے رہے، مشرک کے پاؤں پر توحید کو گرا نہیں کیا اور کسی قیمت پر اپنے دین کو نہیں بیچا، نہ یورپ کی چال ان پر چلی، نہ اکثریت کی سرمایہ داری کا جال ان کو پھانس سکا۔ یہ خواجہ کی دہائی دینے والے، یہ عرس و فاتحہ والے، یہ میلاد و قیام والے، یہ نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت والے اسی مقام پر ہیں جہاں خواجہ کی کرامت نے ان کو کھڑا کر دیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کیسے اچھے ستھرے خواجہ والے، غوث والے اخوان میرے سامنے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا مقصد بھی نہایت بلند پایہ ہے۔ آج ہمارا اجمیر میں وہی مقصد ہے جو چشت کے راجہ کو صدیوں پہلے اجمیر پر لا چکا ہے، جس نے جیلان والے غوث کو بغداد پہنچایا ہے، جس کے لیے اللہ کا حبیب مکہ سے مدینہ آئے اور پھر مدینہ سے فاتحانہ شان کے مکہ پہونچا۔ جس مقصد کا منتہیٰ اور حاصل نام خدا کے دین کے پیغام اور اس دینداری کی آزادی ہے۔ ذرہ ذرہ کو مسلم بنانا اور اسلام کے پرچم کو آزاد رکھنا ہے، انسان کو پاک کرنا اور انسانی آبادی کو پاکستان بنانا ہے۔ ہمیں اپنے خواجہ سے یہی کہنا ہے کہ زمانہ اب روشنی کی اہمیت و استعداد کو نہیں، بلکہ کیڑے مکوڑوں کی کثرتِ تعداد کو دیکھتا ہے۔ گوبر پیشاب والوں کو پوتر اور اللہ کے پاک بندوں کو ملیچھ کہا جاتا ہے۔ جن غداروں کو زمین پر قدم رکھنے کا حق نہیں، ان کو دیسی، اور جن کے لیے زمین پیدا کی گئی ان کو بدیسی کا لقب دیا جاتا ہے۔ فلسطین میں ذلت کے مارے اور بے مسکن آوارہ کو مسلمانوں کے سینے پر لا بسایا جا رہا ہے۔ کعبہ میں فریضۂ حج پر ایک ایک ہزار کا ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ انڈونیشیا کے مسلمانوں پر بے رحمی آزمائی جا رہی ہے، اور بڑا غضب یہ ہے خواجہ کہ آپ کا پڑھا ہوا کلمہ پڑھتے ہوئے کچھ ملت فروش دستار کے شملوں کو چوٹیوں پر اور شلواروں کو دھوتیوں پر، صرف چند ٹکوں کے لیے نچھاور کر چکے ہیں۔ نہرو آنیوں نے دوبارہ اپنا ایک نہرو بنا لیا ہے۔ اب ایک جیسا کر نہیں۔ بلکہ جیسا یوں کی چشتی ہو گئی ہے، اور ان سب کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ والے مسلمان یعنی سُنّی مسلمان کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔

اے میرے خواجہ! آپ کے وفاداروں، آپ کے اللہ اور آپ کے رسول اللہ، آپ کے اخوان اولیاء کے خون آلود کرتے تو دو گت خون کے جُبّہ و دستار سے ڈرے اور دانش کی آرائش سے مرعوب ہوئے اور صرف اس ایمان کو چھوڑ دیا کہ یہ ان کے بچھڑے، اے خواجہ آپ کا دامن چھوٹا جاتا تھا، جو کسی طرح قابلِ برداشت نہ تھا، شاید ہماری یہی ایک نیکی کام آئی اور اسی وفاداری پر خواجہ کو رحم آ گیا۔ کیونکہ بلاشبہ ہندوستان میں یہ ولی الہند ہی کی کرامت ہے کہ ہمارے ان رہنماؤں کو بیداری بخشی جن کو رہنمائی کی سند زبانی دی سے ملی ہے۔ اب ان کی نظر ہماری کمزوریوں پر نہیں، بلکہ اپنے بازوؤں کی قوت پر پڑنے لگی۔ وہ رہنما کون ہیں! یہی ہمارے پیر ہمارے علماء اہلسنت و جماعت، سارے پیر خانقاہ کی چہار دیواری سے نکل پڑے اور میدان میں ڈٹ گئے۔ سارے علماء مدرسوں سے باہر بھی آ کر کھڑے ہو گئے اور ارادہ کر لیا کہ گوشہ نشینی میں رہ لئے، مردوں کو سنایا جائے۔ مولیٰ سبق بنا کر ذمہ داری دو کا جائے کہ مرنے سے پہلے ڈکس دش نہیں تو ایک غیر مسلم کو مسلمان کرنا ہے، ان کو تعلیم دین سے آراستہ کر کے ان کے عمل کو ان کے اخلاق کو پاک کر دینا ہے، تاکہ جہاں وہ قدم رکھیں پاکستان ہو جائے۔ اب ایسے مدارس ناقابلِ برداشت ہیں جو سنیوں کی جیب پر ڈاکہ ڈالیں اور سنیوں کے مفاد سے رہیں، اور سنیوں میں انتشار پیدا کریں۔ اب تمام سُنّی مدارس کو ایک نظام میں تاکہ ان میں تعلیم و تربیت کی یکسانیت پیدا کر دی ہے۔ دار الافتاء، دار الاشاعت سب کو مرکزی شان سے چلانا ہے۔ خانقاہوں کو آراستہ کرنا ہے اور ان میں تبلیغ و تعلیم کی روح پھونکنی ہے۔ المشائخ کلہم کنفس واحدۃ کر کے دکھانا ہے۔ ان پاکوں کا پاک عزم یہ ہے کہ رفتہ رفتہ ہندوستان کو پاکستان بنا کر دکھانا ہے۔

یہی علماء و مشائخ اور ان کے برگزیدہ عزائم اور ارادے ہیں جن کا نام آل انڈیا سُنّی کانفرنس یا جمہوریتِ اسلامیہ ہے۔ سلسلہ جس میں اس وقت تک صرف علماء و مشائخ کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ ہے، اور اسی سنی کانفرنس کا آج خواجہ کی چوکھٹ پر جلسہ صرف اپنے خواجہ کے حضور حلفِ وفاداری اٹھانے کا ہے۔

میرے سنی بھائیو! اب ہم پر حجتِ الٰہیہ ختم ہو چکی اور اگر ہم ان رہنماؤں سے بچھڑ گئے تو میدانِ حشر میں ہمارے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔ ہمارے جگانے والے پکار رہے ہیں کہ غفلت سے جاگ جاؤ، ہمارے ہوشیار کرنے والے آواز دے رہے ہیں کہ سنیو ہوشیار، خبردار، ہمیں ترقی دینے والے بلا رہے ہیں کہ آؤ بڑھے چلے آؤ۔

اے سنی بھائیو! اے مصطفےٰ کے لشکریو! اے خواجہ کے مستو! اب تم کیوں سوچو کہ سوچنے والے مہربان آ گئے اور تم کیوں رکو کہ چلانے والی طاقت خود آ گئی۔ اب بحث کی لعنت چھوڑو، اب غفلت کے جرم سے باز آؤ۔ آنکھ پڑو کھڑے ہو جاؤ، چلے چلو۔ ایک منٹ بھی نہ رکو۔ پاکستان چاہو تو ساکر رقم لو۔ کہ یہ کام اے سنیو! سن لو کہ صرف تمہارا ہے۔

حضرات! میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا کہ پاکستان بنانا صرف سنیوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے نہ شاعری ہے اور نہ سنی کانفرنس سے غلو کی بنا پر ہے، پاکستان کا نام بار بار لینا حقیقۃً ناپاکوں کو چڑ ہے اس قدر پاکوں کا وظیفہ ہے، اور اپنا اپنا وظیفہ کون سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے پورا نہیں کرتا۔ اب رہا پاکستان کا رستہ یا است، یہ ملک کی کسی سیاسی جماعت سے تصادم کے لیے نہیں کہا ہے بلکہ ایک حقیقت، جس کا اظہار بے خوفِ لومۃ لائم کر دیا ہے۔ اول تو مسلم لیگ کے سوا کوئی ڈھلا ایسی نہیں جو پاکستان کے ساتھ لفظی موافقت بھی رکھتی ہو، الکفر ملۃ واحدۃ۔ سارے ناپاکوں نے اپنے اندر بے شمار اختلافات رکھتے ہوئے پاکستان کے خلاف صف آرائی کر لی ہے اور مسلم لیگ میں پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے سنی کانفرنس کی مجلسِ عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ امین الحسنات صاحب سجادہ نشین مانکی شریف (سرحد) نے لکھوا لیا ہے کہ اگر ایک دم سارے سنی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی مجھے بتا دے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا۔ اس کا دفتر کہاں رہے گا اور اس کا جھنڈا سارے ملک میں کون اٹھائے گا؟ ان حقائق میں کیا اس دعوے کی روشنی موجود نہیں کہ پاکستان صرف سنیوں کو بنانا ہے۔

(اس کے بعد حضرت محدث صاحب قبلہ صدر آل انڈیا سنی کانفرنس نے حسب فرمائش اراکین و حاضرین اپنے معرکۃ الآراء خطبۂ صدارت کے چند اقتباسات سنائے جو آل انڈیا سنی کانفرنس کے اجلاس بنارس میں مقبولِ خاص و عام ہو چکا تھا اور فرمایا کہ) میں اپنے سنی بھائیوں کو آخر میں پھر دعوت دیتا ہوں کہ زندگی کی پہلی فرصت میں سنی جھنڈے کے نیچے آ جائیں جس کا

وہ سبز رنگ گنبدِ خضرا کی سرسبزی سے ماخوذ ہے اور جس کا ہلال مدرکی ... کی ترتیب رکھتا ہے اور جس کی چمک اپنے آغوش میں اس سبز گنبد کو لیے ہے جس کے سایہ میں دین اور دنیا کی بھلائی قدرت نے رکھی ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

قسط ۳

دشمنانِ رسولِ انام اور ان کا انجام

از تابش قصوری دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع منٹگمری

کعب بن اشرف

یہ ایک یہودی تھا۔ اس کی ماں بنو نضیر سے تھی۔ جس وقت حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے اسی وقت سے اس کو خصومت تھی۔ لیکن جنگ بدر کے بعد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تنفر و ذکر سے جلا جاتا تھا۔ چنانچہ زید بن حارثہ جب مدینہ میں فتح بدر کی خوشخبری لے کر آئے۔ اس نے سنا تو بے ساختہ کہہ اٹھا تجھ پر تف ہو۔ کیا یہ سچ ہے؟ اور یہ اشراف عرب اور ملوک الناس ہیں۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان لوگوں کو درحقیقت قتل کیا ہے تو زندہ رہنے سے بطن زمین بہتر ہے۔ کہ اس کی پشت پر رہو۔ جب اس کو اس واقعہ کا یقین ہو گیا۔ تو مکہ چلا آیا۔ مطلب بن ابی وداعہ سہمی کے ہاں قیام کیا تھا۔ اور مقتولین مشرکین بدر پر روتا تھا۔ چند دن مکہ رہنے کے بعد مدینہ لوٹ آیا اور بدستور اپنی شرارتوں پر قائم رہا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فعل ناگوار گزرا کیونکہ وہ اسلام مٹانے کے درپے تھا آپ نے فرمایا۔ من یقتل کعب بن اشرف کوئی شخص ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے گا۔ محمد بن مسلمہ عباد بن بشر اور ابو عبس بن جبیر نے عرض کیا ہم لوگ تیار ہیں۔ آپ نے اجازت فرمائی اور ان کے حق میں کامیابی وکامرانی کی دعا فرمائی۔ ان میں ملکان بن سلامہ پہلے ان کے پاس گئے اور با اجازت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے انحراف وبیزاری ظاہر کر کے اپنی تنگیٔ معاش کی شکایت کی اور غلہ وغیرہ طلب کیا۔ اور کہا تمہارے اطمینان قلب کے لئے بعوض غلہ تاادائے قیمت ہم سلاح حرب رہن کئے دیتے ہیں۔ کعب بن اشرف اس پر راضی ہو گیا۔ ملکان بن سلامہ نے کہا کیا ہی اچھا ہو تا کہ چاندنی رات میں ہم باتیں کرتے ہوئے چلتے تمہارے مکان سے باہر اس ٹیلہ پر ہمارے اور احباب ہیں۔ ان سے بھی باتیں کر لیتے۔

کعب بن اشرف یہ سنتے ہی اٹھا اور ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اپنے مکان سے کچھ دور نہ گیا ہو گا محمد بن مسلمہ وغیرہ ہم بھی آملے۔ آپس ادھر ادھر کی باتیں کرتے جا رہے تھے اور کعب بن اشرف مسلمان عورتوں کی ہجو اور ان کے عشق حسن کے تذکرے کرتا جا رہا تھا۔ دوران گفتگو محمد بن مسلمہ نے موقع دیکھ کر تلوار سے وار کر دیا۔ ان کے وار کرتے ہی دیگر احباب نے بھی تلوار چلائیں۔ اور کعب بن اشرف دشمن ناموس رسالت کو قتل کر دیا اور وہ ایک چیخ مارتا ہوا داخل سقر ہوا۔ اردگرد کے اہل قلعہ نے سنتے ہی آگ روشن کر دی۔ لیکن یہ لوگ دوسرے راستہ سے بعافیت نکل آئے۔ تھوڑی دور جا کر بانتظار عوث ٹھہر گئے۔ جب یہ واپس آئے تو پچھلی شب تھی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تہجد فرما رہے تھے۔ جب آپ حضورؐ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے کعب بن اشرف کے مارے جانے کی اطلاع دی۔ اس واقعہ میں حرث کو آپس ہی تلوار سے قدرے زخم آ گیا جس کے باعث آپ تیزی سے نہ چل سکتے تھے۔ اور ان کے ساتھی انتظار کرتے ہوئے چلتے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زخم دکھایا گیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لب مبارک لگایا۔ زخم فوراً اچھا ہو گیا۔ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے نام لیوا اور شیدائیان اسلام پر تمام واکرام بخشش ورحمت فرماتا ہے۔ اور دشمنان رسالت کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا فرماتا ہے۔

ابن ابی حقیق

کعب بن اشرف یہودی کے مارے جانے کے بعد سلام بن ابی حقیق یہودی نے سر اٹھایا یہ خیبر کا رہنے والا تھا۔ اس کی کنیت ابو رافع تھی ہمیشہ ہمیشہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم السلام کو بڑے بڑے کلمات سے پکارتا۔ علی الاعلان سب وشتم کرتا پھرتا۔ آپ کے مقابلہ پر لوگوں کو ابھارتا۔ اس وقت اہل خزرج آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور آپ سے اس کے قتل کی اجازت مانگی آپ نے اجازت فرمائی۔ چنانچہ پانچ آدمی روانہ ہوئے۔ ان سب کے سردار حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر ہوئے۔ یہ لوگ مدینہ طیبہ سے نکل کر خیبر پہنچے۔ اور ابن ابی حقیق کے مکان کے قریب ٹھہرے رات کو جب وہ مکان کے دروازے بند کر کے سو رہا تھا۔ تو اس کو آواز دی گئی وہ اٹھا اور دروازہ کھولنے لگا جیسے ہی دروازہ کھلا۔ یہ لوگ شمشیر برہنہ ہوئے اس دشمن اسلام پر جھپٹے اور تہ تیغ کر ڈالا۔ مکان سے نکل کر ایک مقام پر ٹھہر گئے جب خبر دہندہ موت نے فصیل قصر پر چڑھ کر ابن عتیق کے مارے جانے کی اطلاع دی۔ تب ان لوگوں کو اس کے مارے جانے کا یقین کر کے مراجعت کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل کی اطلاع دی۔

حضرت استاذ العلماء سیدنا صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ... الطیب البیان صفحہ ۶۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو رافع یہودی (ابن ابی حقیق) کو قتل کر کے اس کے مکان سے گر پڑے اور پنڈلی ٹوٹ گئی۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کو عمامے باندھ کر اپنے اصحاب کی طرف چلا پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور واقعہ عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ پاؤں دراز کر، میں نے پاؤں دراز کیا حضورؐ نے دست مبارک پھیرا تو یہ حال ہوا کہ گویا دکھا بھی نہ تھا۔ سبحان اللہ غلامانِ مصطفےٰ کو جب کوئی تکلیف ہو بارگاہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر شفا پاتے ہوں مگر جب کوئی بارگاہ بے کس پناہ کے ادب واحترام سے گریز کرے ایسا بدبخت جل دعا گرفتار بلاؤ مصائب کرے۔

عامر بن عمیر

یہ حضرت مصعب بن عمیر کا بھائی ہے۔ حضرت مصعب بن عمیر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں خوش خرم تھے۔ یعنی مشرف باسلام ہو کر یعنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں مصروف رہتے والدہ بہت پیار کرتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے دل میں سما چکی تھی۔ آخر حضورؐ کے ساتھ کفار سے جنگ لڑنے گئے اور بہت سے شہید ہو گئے۔ ترمذی شریف میں ان کی شہادت کا قصہ مذکور ہے۔ مگر عامر بن عمیر شب و روز عیش عشرت میں مصروف رہتا۔ عمر ماسو شریعہ میں مستغرق اور زر کے واسطے ہمیشہ اپنے بھائی سے جھگڑتا رہتا تھا۔ اور دنیا کی محبت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے بھاگتا۔ اور حاضر نہ ہوتا۔ اسلام وایمان کے حکموں کو قبول نہ کرتا۔ یہاں تک کہ جنگ بدر کے دن کافروں کے ساتھ مارا گیا اور کندۂ دوزخ ہوا۔ تفسیر عزیزی صفحہ ۱۲۲ پارہ عم۔

سفیان بن خالد ہذلی

وادی عرفات کے قریب ایک مقام کا نام "عرنہ" ہے اس میں سفیان بن خالد ہذلی رہتا تھا مسلمانوں کا سخت دشمن اور بہت سخت مزاج کافر تھا۔ اس نے مدینہ طیبہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کیں۔ حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی تیاریوں کی خبر مل گئی۔ اس فتنہ کی روک تھام کے لئے آپ نے پانچ محرم الحرام سنہ ۴ھ کو سفیان بن خالد ہذلی کی طرف حضرت عبداللہ بن انیس کو روانہ کیا جس کا مقصد اصل حالات کی اطلاع تھا۔ یہ مدینہ سے روانہ ہو کر رات کے وقت مقام عرنہ پر پہنچے اور وہاں پہنچ کر کسی ترکیب سے سفیان بن خالد ہذلی کا سر کاٹ لیا پھر لطیف یہ کہ صاف بچ کر نکل آئے اور اٹھارہ دن کے بعد ۲۳ محرم الحرام سنہ ۴ھ کو مدینہ پہنچے اور وہ سر حضورؐ کے قدموں میں ڈال دیا۔ (مرزوی ۳۵۲ھ صفحہ ۱ ذیقعد)

بشر منافق

بشر نامی ایک یہودی سے جھگڑا تھا۔ یہودی نے کہا چلو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے طے کرا لیں۔ منافق نے خیال کیا کہ حضورؐ رعایت محض حق فیصلہ دیں گے۔ اس کا مطلب حاصل نہ ہو گا۔ اس لئے اس نے باوجود مدعی ایمان ہونے کے یہ کہا کہ کعب بن اشرف کو پنچ بناؤ (قرآن کریم میں طاغوت سے اس کعب بن اشرف کے پاس فیصلہ لے جانا مراد ہے) کعب رشوت خوار ہے۔ اس باوجود ہم مذہب (یہودی) ہونے کے اس کو پنچ تسلیم نہ کیا ناچار منافق (بشر) کو فیصلہ کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آنا پڑا حضورؐ نے جو فیصلہ دیا وہ یہودی کے موافق ہوا۔ یہاں سے فیصلہ سننے کے بعد پھر منافق یہودی کے درپے ہوا۔ اور اسے مجبور کر کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ میرا فیصلہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ لیکن یہ حضور کے فیصلہ سے راضی نہیں۔ آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں (یہ سچ ہے منافق سے کہا ہاں) ایسی ابھی آکر اس کا فیصلہ کرتا ہوں یہ فرما کر دباتی صد

مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار سے کر اس کو قتل کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔ (خزائن العرفان، نور العرفان، مدارج القرآن وغیرہم) قرآن کریم میں اسی کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۔

ترجمہ:۔ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا۔ پھر چاہتے ہیں کہ شیطان (کعب بن اشرف) کو اپنا پنچ بنائیں۔ اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے۔ اور جب انہیں کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔ (کنز الایمان ترجمۃ القرآن از سیدی اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ) تفسیر حسینی ص۱۱۵ میں بھی یہ قصہ مذکور ہے۔

حضرات دیکھئے بشر منافق کی رسول دشمنی کس حد تک پوشیدہ تھی بظاہر مسلمان بنا ہوا تھا۔ ہر کام مسلمانوں جیسے کرتا مگر سرور کائنات کے فیصلہ کو قبول نہ کرنے کے باعث حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں رب العزت جل وعلا نے یہود دوستی اور رسول دشمنی کو ظاہر کر دیا۔ آخر جو نتیجہ برآمد ہوا وہ اوپر مذکور ہے۔ (باقی باقی)

موت العالِم موت العالَم

ارباب اہل سنت وجماعت کو یہ خبر ہم رنج وملال اور افسوس کے ساتھ پہنچا رہے ہیں کہ مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد اجمل شاہ صاحب مفتی سنبھل بمقام سنبھل ضلع مراد آباد ۲۰ ربیع الآخر بروز بدھ ۱۲ بجکر [illegible] منٹ پر وصال کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد مغرب ۸ بجے مدرسہ عالیہ اجمل العلوم سنبھل میں دفن کئے گئے۔

حضرت علامہ مرحوم عالم بے بدل فاضل اجمل صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ آپ نے ردسیف یمانی در جنون گنگوہی وتھانوی، ردشہاب ثاقب، سوانح کربلا منظوم، فیصلہ حق وباطل وغیرہ ضخیم کتابوں کے علاوہ بے شمار رسائل وپمفلٹ اور فتاوے تحریر فرمائے اور چھاپے۔ آپ نے ایک عظیم الشان دار العلوم بنام اجمل العلوم سنبھل میں قائم فرمایا۔ آپ میں بڑی خوبیاں تھیں۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت مرحوم کو قرب خاص سے نوازے اور پسماندگان ومتوسلین ومتعلقین اور تمام اہل سنت کو صبر جمیل مرحمت فرمائے آمین۔

(مدیر)

تصحیح واستغفار

سوادِ اعظم ۲۵ ربیع الاول شریف جلد ۷ شمارہ ۱۰ کے صفحہ تین پر سرخی میں ہے۔

"حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ کا آپ کا پیشاب مبارک پینا اور اسے پاک سمجھنا" کتابت کی غلطی سے "دایہ محترمہ" کا زوجہ محترمہ تحریر ہو گیا ہے۔ ناظرین تصحیح فرمائیں چونکہ علامہ نووی نے اپنی شرح مسلم کے ص۲۹۱ میں لکھا ہے کہ

ان ام ایمن امی بعد امی

یعنی سیدنا ام ایمن رضی اللہ عنہا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دودھ پلائی والدہ محترمہ (دایہ) تھیں" ادارہ اس غلطی پر رب تعالےٰ سے استغفار کرتا ہے مولیٰ تعالےٰ قبول فرمائے آمین۔

(مدیر)

قبول اسلام

بیان پرچہ کا کر چک نمبر ۲۷ ۳ ای بی کا ایک خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر حضرت مولانا ابو البیان سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب خطیب اعظم جامع اکبر منڈی کے دست حق پرست پر مشرف باسلام ہوئے۔ (نامہ نگار)

نواب شاہ ۵ ستمبر ۱۹۶۳ء ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ منشی حکیم الدین صاحب کے مکان پر احباب اہل سنت کا خصوصی اجلاس ہوا۔ پاک سنی تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ حسب ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

صدر۔ قاضی سید منظور الحق صاحب۔ نائب صدر حاجی بشیر خان صاحب سیکرٹری سید منشی حکیم الدین۔ نائب سیکرٹری سید اکرام الدین صاحب خازن قاضی عبد الرشید صاحب۔

بعد دعائے خیر کے۔ جناب صدر جمعیۃ العلماء پاکستان حضرت علامہ عبد الحامد بدایونی صاحب کے لئے دعائے صحت کی گئی۔ احباب اہل سنت نواب شاہ نے اپیل کی ہے کہ حضرت قبلہ موصوف [illegible] کریں۔ (نامہ نگار)

مطبوعات سوادِ اعظم لاہور

ترجمہ کتاب الشفا حصہ اول	چار روپے
" " حصہ دوم	"
ماثبت من السنۃ عربی	ڈھائی روپے
ترجمہ ماثبت من السنۃ (ایام اسلام)	چار روپے
ترجمہ فتوح الغیب (شرح فتوح الغیب)	ڈھائی روپے
ترجمہ تکمیل الایمان (دربیان عقائد)	دو روپے
القول المقبول (مسئلہ لاؤڈ اسپیکر)	بچیس پیسے

سوادِ اعظم۔ لال کھوہ موچی دروازہ۔ لاہور

فوراً چندہ بھیجئے

جن خریداروں کو چندہ ختم ہونے کی اطلاع دیدی گئی ہے، وہ فوراً اپنا چندہ منی آرڈر کر دیں اگر خریداری جاری نہ رکھنی ہو، یا دیر سے بھیجنا مقصود ہو، تو پوسٹ کارڈ پر دفتر کو اطلاع دید یجئے، تاکہ وی پی نہ کیا جائے۔

وی پی ہرگز واپس نہ کیجئے

چونکہ حکومت نے منی آرڈر فیس اور رجسٹری فیس دونوں بڑھا دی ہیں، اسلئے وی پی پر گیارہ آنے زائد خرچ آتے ہیں، جو کہ خریدار پر گراں گزرتا ہے اور واپسی کی صورت میں ادارہ کو گیارہ آنے کا نقصان ہوتا ہے۔ لہٰذا یا تو خود ہی فوراً منی آرڈر کر دیں یا جواب بھیجدیں، ورنہ آئندہ شمارہ وی پی آئے گا۔

(مدیر)

حیاتِ نسواں

نعیمی دواخانہ لاہور کی مشہور مایۂ ناز دوا ہے جس کی ایجاد نے خواتین کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کر دیا ہے "حیات نسواں" ماہواری کی تمام تکلیفوں میں طلاب الغہ اکسیر کا حکم رکھتی ہے، نیز سیلان رطوبت کہ جس کا سب سے بڑا سبب رحم کا ورم اور اس کی کمزوری ہے اس کے استعمال سے قطعاً جاتا رہتا ہے ایام کی کمی اور درد کے ساتھ آنا رحم کی سوزش اور صلابت (سختی) اس کے چند روزہ استعمال سے زائل ہو جاتی ہے۔ دنیا میں حیات نسواں سے بہتر کوئی دوا دریافت نہیں ہوئی۔

ترکیب استعمال

۶۔ ۵ ماشہ صبح وشام پاؤ سیر نیم گرم دودھ میں ملا کر پئیں۔ بیماری کے زمانہ میں ہرگز استعمال نہ کریں۔

قیمت:۔ دس روپے۔

دواء المسک معتدل جواہر والی

دل کی دھڑکن کو فائدہ دیتا ہے۔ نہایت سریع الاثر محرک ہونے کی وجہ سے دل کو قوت دیتی ہے۔ غشی ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جانے میں بے حد مفید ہے۔ مقوی معدہ ہے۔ بیماری کے بعد کی کمزوری میں جب دل کمزور ہو نہایت مفید ہے۔ عام جسمانی کمزوری کو جلد دور کر دیتی ہے۔

ترکیب استعمال

غشی اور دل کی کمزوری میں عرق عنبر ۲ تولہ کے ہمراہ ایک تولہ۔ معدہ اور جگر کی کمزوری میں عرق بادیان ۲ تولہ یا "مارالحم سیالی" ۲ تولہ کے ہمراہ کھائیں۔ خوراک ۱۔ ۳ ماشہ سے ۲ ماشہ تک۔

فی تولہ .... ایک روپیہ

نعیمی دواخانہ۔ لال کھوہ۔ موچی گیٹ لاہور

ذخیرہ کتب:۔ سید منور علی شاہ صاحب (امریکہ) پیشکش:۔ محمد احمد ترازی